رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) (نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم)

الحکم

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹرز
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ۞ شیخ محمود احمد قادیانی

نمبر ۱	قادیان دارالامان ۷ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء	جلد ۲۴

شدھی سبھا

ہمارے بھائی شیخ محمد عمر صاحب جو تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ کہ آریہ سماج سے نکلکر اسلام کے مقدس جھنڈے کے نیچے آکھڑے ہوئے ہیں۔ اور ایک بڑی مدت تک آریہ سماج کی سب سے بڑھی درسگاہ تعلیمی یعنی گورو کل میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور سنسکرت میں بھی دستگاہ حاصل کی ہے۔ اور آج کل قادیان میں مقیم ہیں۔ اور اپنی دینی تعلیم میں مصروف ہیں۔ اسلام میں آکر بہت خوش پائے جاتے ہیں۔ اور ان کو یہ جوش ہے کہ وہ اسلام جیسی نعمت کو دنیا کے سامنے رکھدیں اور اسلام کے دسترخوان پر قوموں کو جمع کریں۔

اور وہ خصوصیت سے اچھوت یعنی نیچ قوموں کو اٹھانے کا جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اسی غرض کے لئے انہوں نے ۳ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کو ایک مجلس کا افتتاح کیا جس کا نام شدھی سبھا رکھا اور بعد نماز مغرب اس کام کے متعلق بزرگانِ دین کی تقاریریں کی جنمیں سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی تقریر خاص تقریر تھی جو اپنے اندر حقائق معارف لئے ہوئے تھی۔

شیخ محمد عمر صاحب نے خود بھی تقریر کی اور بڑی پُرجوش تقریر تھی جسکو سن کر مجھے رشک آتا تھا کہ یہ نوجوان دوسروں میں سے آکر ہم کو ایک نیک کام کے لئے بلا رہا ہے۔ حالانکہ ہم کو اس کام پر پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو استقامت دے۔ اور استقلال

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا

نظم

جو توحید سے ہیں نکل جانیوالے
محمدؐ کی رہ سے پھسل جانیوالے

یہاں کے تو گلچھروں پہ وہ نہ جائیں
جو اکدن ہیں تم سے بدل جانیوالے

یہ سب عیش و عشرت یہیں پہ رہینگے
فقط ساتھ اک ہیں عمل جانیوالے

نہیں ہے بقا عیش دنیا کو پیارو
یہ سارے ہیں رنگ محل جانیوالے

بہت سے مسافر گئے اس سرا سے
یہ باقی بھی ہیں آجکل جانیوالے

تو پھر کیوں صداقت سے منہ پھیرتے ہیں
وہ کیوں کفر پر ہیں مچل جانیوالے

اگر اک دفعہ قادیان دیکھ جائیں
تو ہو جائینگے حق میں ڈھل جانیوالے

جو منکر ہیں ضدی وہ منکر رہینگے
نہ جل کر بھی انکے ہیں بل جانیوالے

پہ حق کی جن کو ذرا جستجو ہے
وہ گر گر بھی ہیں پھر سنبھل جانیوالے

مہاشہ جی ملاں اور پادری جی
یہ بل آپ کے ہیں نکل جانیوالے

مجھے آپ ترچھی نظر سے نہ دیکھیں
یہ جادو نہیں ہم پہ چل جانیوالے

جو مہدی سے وعدے خدا نے کئے ہیں
انہیں یہ نہ سمجھو ہیں ٹل جانیوالے

بڑھینگے غلامان احمدؐ بڑھینگے
پڑے خاک ہو جائیں جل جانیوالے

یقیناً اب اسلام پھیلیگا اسلم
یہ دن کفر کو ہیں نکل جانیوالے

ناظرین الحکم کو نیا سال مبارک ہو (آمین)

(حضرت عرفانی کی قلم سے)

(محمود احمد)

خاکسار عرفانی معزز ناظرین الحکم کو مبارکباد دیتے ہوئے اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے۔ کہ گذشتہ سال الحکم کے ذریعے سلسلہ کی خدمت کی توفیق نہیں پا سکا میں اپنے مولا کا فضل کا ہر حالت میں امیدوار ہوں۔ اور اس کی توفیق کا متوقع اس سال میں نے عزم کیا ہے۔ کہ الحکم میں ہفتہ وار نکالوں۔ میرا عزم نہ کوئی چیز ہے نہ کوئی استواری جب تک اللہ تعالیٰ فضل دستگیری نہ فرمائے اسلئے اپنے مخلص اور دیرینہ احباب سے دعا کی درخواست کرتا ہوں

سال گذشتہ کے واقعات پر نظر ثانی اسوقت میرا مقصد نہیں مجھ کو بعض نہایت ہی مخلص رفقا کی یاد کو تازہ کرنا ہے۔ جو گذشتہ سال ہم سے جدا ہوئے ان میں سے ہر ایک بزرگ اس قابل ہے۔ کہ اسکا اسوہ اور طرز ہمارے لئے بہت کچھ سبق اپنے اندر رکھتا ہے اور ان کی یاد ایک تاثیر اور جذب اپنے اندر رکھتی ہے۔ میں ان بزرگوں کی یاد کے لئے دوسرے وقت کا منتظر رہوں گا۔

حضرت منشی محمد اروڑے خاں صاحب۔ حضرت میاں چراغ الدین صاحب۔ حضرت میاں حافظ حامد علی صاحب۔ حضرت مولوی فتح الدین صاحب۔ حضرت منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اور بہت سے مخلص احباب ہم سے رخصت ہوئے ہیں۔ اور اسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور دیرینہ احباب کی جماعت جو از مسیح موعود میں عالم ثانی میں جمع ہو رہی ہیں۔ ان بزرگوں کی زندگیاں بہت بڑا سبق اپنے اندر رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ ان سب کو جنت فردوس میں اپنی رضاء کے مقام پر اٹھائے۔

اور ہم کو توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام قدیم خدام کی خدمت میں الحکم کے ذریعے تعزیت کرتا ہوں۔

خصوصاً جماعت

(۱) کپورتھلہ

(۲) لاہور

(۳) قادیان

(۴) جہلم

(۵) رہتاس سے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے توقع رکھتا ہوں کہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ جلدی جاری ہو سکیگا

(عرفانی)

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بابت سنہ ۱۹۲۰ء

۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء پہلا اجلاس

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ۲۶ تاریخ کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کی تقریر ”اسلام کا طریق عبادت بمقابلہ دیگر مذاہب“۔ دس بجے شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے تلاوت فاتحہ کے بعد جو تقریر فرمائی۔ اسکا ملخص درج ذیل ہے۔

اسلام کا طریق عبادت بمقابلہ دیگر مذاہب

صاحبان! پیشتر اسکے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں۔ یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارادہ ہے۔ کہ ہماری جماعت میں لیکچرار پیدا ہوں۔

میرے دوست جانتے ہیں۔ کہ میں روزانہ گفتگو میں بھی اپنا مافی الضمیر ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن آج میں یہ مضمون بیان کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ اسکی وجہ محض یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشاء پورا ہو۔ اسلئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ دعاء فرمائیں کہ حضرت کا منشاء پورا ہو۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ میری کمزوریوں کو معاف کریں گے:۔

میرا مضمون جیسا کہ مشتہر ہو چکا ہے۔ یہ ہے کہ میں اسلام اور دیگر مذاہب کے طریق عبادت کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کروں کہ اسلام کا طریق عبادت ہی کامل و مکمل اور اعلیٰ درجہ کا ہے۔ میں اس سوال پر اس مختصر وقت میں مختلف طریق پر بحث کرنے کی کوشش کروں گا:۔

سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظاہری (۲) باطنی مگر اسوقت میں ظاہری عبادت کو لونگا جسکو مختلف زبانوں میں سندھیا۔ نماز۔ پریئر وغیرہ کے ناموں سے نامزد کیا جاتا ہے۔ اسمیں سب سے پہلے یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ عبادت ہے کیا؟ جس کو دوسرے لفظوں میں پوجا۔ پرستش۔ ورشپ کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ تعلق ہے۔ جو بندہ کو خدا سے ہے۔ اور جو اسکا اظہار ہے۔ اور یہ اس انسانی فعل کا نام ہے۔ جو خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس تعلق کی بنیاد ان اعتقادات پر ہے جو خدا کے متعلق بندے کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی مذہب کا خدا کے متعلق ادنےٰ عقیدہ ہے۔ تو اسکا طریق عبادت بھی ادنیٰ ہوگا۔ اور اگر اعلےٰ ہے۔ تو اعلیٰ ہوگا۔ اسلئے اگر طریق عبادت کے مقابلہ سے پہلے تمام مذاہب کے خداؤں کا مقابلہ کیا جائے۔ تب بھی طریق عبادت کی بحث کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن میں اس بحث کو چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اسکا خدا نہایت اعلیٰ اور مکمل ہو۔ اسلئے میں اس بحث میں یہ فرض کر کے کہ تمام مذاہب خدا کے متعلق بہترین خیالات رکھتے ہیں مضمون کو شروع کرتا ہوں۔

لغت میں عبادت کے معنے ہیں۔ الطاعۃ مع الخضوع یعنے اپنے گناہوں اور غلطیوں کے اقرار کے ساتھ اپنے معبود کے حضور جھک جانا۔

اب سوال ہوتا ہے۔ کہ عبادت کی ضرورت کیا ہے۔ خدا تو غنی ہے۔ کیا اگر ہم اسکی عبادت نہ کریں۔ تو اسکی خدائی میں کچھ کمی آسکتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ عبادت میں بندہ ہی کا فائدہ ہے۔ خدا کا نہیں اسلئے عبادت نہ کرنے سے خدا کی خدائی میں تو کچھ فرق نہ آئیگا۔ مگر بندہ کے بندہ ہونے میں فرق آجائیگا۔ کیونکہ عبادت ہی وہ چیز ہے۔ جس سے بندہ خدا کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کا بندہ قرار دیتا ہے۔

اگر یہ نہ ہو۔ تو نہ بندہ بندہ ہے۔ اور نہ اس کا خدا خدا اور کسی چیز کی صفات کا انکار اس چیز کا ہی انکار ہوتا ہے جو شخص خدا کی عبادت نہیں کرتا۔ اسکی صفات بیان نہیں کرتا۔ گویا وہ خدا کا انکار کرتا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان کی طبیعت میں ہے۔ کہ ہر خوبصورت چیز کی تعریف کرے۔ پس اگر انسان مانتا ہے۔ کہ خدا ہے۔ اور ایسا خدا ہے۔ جسمیں تمام حسن جمع ہیں۔ اور جو حسن کا منبع ہے۔ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کی عبادت نہ کرے۔

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ عبادت میں عبادت گذار کا ہی فائدہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن تزکّی فانما یتزکّی لنفسہٖ محبت کا حقیقی محل خدا ہے۔ خدا کے احسانات انسان پر ہیں۔ اور کون ہے۔ جو محسن کی تعریف میں رطب اللسان نہ ہو۔ اور اسکے حضور نہ جھکے اور خدا کی عبادت سے ذاتی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ خود انسان کو نیکی کی زیادہ توفیق ملتی ہے۔ اور خدا اپنے عابدوں کی مدد کرتا ہے۔

ہاں ایک اور سوال ہے۔ کہ عبادت کی غرض کیا ہے؟ اسکے متعلق کچھ کہنے سے قبل میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ اصلی مقصد اور نتیجہ میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً جو شخص لاہور میں کسی اپنے دوست کو ملنے جاتا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ وہ دوست کو ملے۔ مگر لاہور جاکر وہاں کی سیر کرنا اور عمدے نظارے دیکھنا۔ اور دوست کے ہاں عمدہ دعوتیں کھانا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر وہ شخص سیر بھی کرتا کھانے بھی کھاتا ہے مگر اپنے دوست کو نہیں ملتا۔ تو کبھی نہیں کہا جائے گا۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا کیونکہ اسکا اصلی مقصد سیر کرنا اور کھانا کھانا نہ تھا۔ بلکہ اصلی مقصد دوست کو ملنا تھا۔ اسی طرح خدا کی عبادت کی غرض یہ ہے۔ کہ خدا ملے جنت وغیرہ غرض نہیں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔

اب میں مختلف مذاہب کے طریق عبادت

بیان کرتا ہوں - مذاہب کی دو تقسیمیں ہیں - ایک بُت پرست جو بدیہی باطل ہیں - دوسرے خدا پرست ہم اس بحث میں خدا پرستوں کے طریق عبادت کو ہی لینگے - طریق عبادت میں یہ دیکھنا ہوگا کہ کامل عبد کس عبادت کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں - اور کامل عبودیت کس طریق میں ظاہر ہوتی ہے - الفاظ عبادت کس کے اعلےٰ اور بہتر ہیں - اوقات کس کے عمدہ ہیں - حرکات کس عبادت کی بہتر ہیں -

دو فلسفہ ہیں - ایک فلاسفر کہتا ہے - کہ کھاؤ پیئو - ہمیشہ عیش کرو - کل تو ہم مرجائینگے دوسرے سنیاسی - وہ کہتے ہیں - کہ دنیا مصائب کا گھر ہے - اسلئے اسکو چھوڑ دو - اور جنگلوں میں چلے جاؤ - مگر مذہب وہ اعلیٰ ہوسکتا ہے جو اس بات کو تسلیم کرے - کہ دنیا میں رہے بغیر چارہ نہیں - مگر دنیا ہی دنیا اصل چیز نہیں بلکہ یہاں رہ کر کچھ اور حاصل کرنا اصل مقصد ہے اسلئے اصل مذہب وہ ہوگا - جو یہ تعلیم دے کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرو" پس جب ہم یہ مان لینگے - کہ دنیا میں بھی ضرور رہنا ہے - اور عبادت بھی ضرور کرنی ہے - تو اسوقت ہم یہ دیکھینگے کہ عبادت کیلئے کونسا مذہب زیادہ وقت دیتا ہے - نیند وغیرہ اور ملازمت یا دیگر ذرایعہ معاش کے اوقات نکالکر جو وقت بچے ہم دیکھینگے کہ کونسا مذہب زیادہ عبادت میں لگاتا ہے - اسلام نے پانچ اوقات عبادت کے مقرر کئے ہیں کنفیوشس جس کی تعلیم چین میں رائج ہے - سال میں ایک دن عبادت کا رکھتا ہے - اور وہ بھی عوام کے لئے نہیں - صرف بادشاہ کیلئے -

برہم دھرم جو یونانی اور یورپین فلسفہ کا مجموعہ ہے - وہ عبادت کو ضروری قرار دیتا اور کہتا ہے - کہ دن کے کسی حصہ میں کرلی جائے - وہ ۲۴ گھنٹے میں سے صرف آدھ گھنٹہ دیتا ہے آریہ اور عیسائی صبح و شام قرار دیتے ہیں -

اگرچہ عیسائی مذہب کی بنیاد عبادت پر نہیں - بلکہ کفارہ پر ہے - یہود وغیرہ تین وقت قرار دیتے ہیں مگر اسلام عبادت کے لئے پانچ وقت دیتا ہے اور یہ دنیا کی بجائے دین مقدم کرنے کی اعلیٰ تعلیم ہے -

اب یہاں ایک اور بات یاد رکھنے کی ہے - جو مذاہب دو وقت یا ایک وقت عبادت کیلئے رکھتے ہیں - خواہ ان کا وقت کتنا ہی زیادہ ہو وہ غلطی کرتے ہیں - کیونکہ کسی بات پر چند سکنڈ سے زیادہ توجہ نہیں رہ سکتی - اسلئے عبادت کے لئے جو مذہب وقت تقسیم کرکے مختلف اوقات رکھے - وہی درست ہوسکتا ہے - اور جو مذہب کہتے ہیں - کہ جسوقت عبادت کرسکو کرلو - اسمیں ایک نقص ہے - کیونکہ اگر کسی وجہ سے ایک دن عبادت نہ ہوسکے - تو دوسرے دن پر جا پڑیگی - اور اس طرح ہوتے ہوتے ترک ہوجائیگی - لیکن اسلام پانچ وقت مقرر کرتا ہے - اور اسمیں سستی کا احتمال نہیں -

اب ہم حرکات کو لیتے ہیں - روح اور جسم کا تعلق ہے - بعض تعلیم یافتہ اصحاب سوال کیا کرتے ہیں - کہ روح بھی کوئی چیز ہے - کہ نہیں - مگر حقیقت یہ ہے - کہ روح ضرور ہے - سپرچولسٹ جنہوں نے کہا ہے - کہ روح ہی روح ہے - اسکے جواب میں ایک خیال پیدا ہوا کہ روح کچھ نہیں محض مادہ ہی مادہ ہے - لیکن تازہ ترین تحقیقات یہی ثابت کرتی ہے - کہ روح ہے - اور روح اور جسم کا تعلق ہے - اور جسم کے صدمہ کو روح محسوس کرتی ہے اگر روح نہ ہو - تو جسم کسی صدمہ کو محسوس نہ کرسکتا اور ہر ایک صدمہ کا اثر روح پر ہوتا ہے جسکا اثر جسم ظاہر کردیتا ہے - اور روح جو ہے وہ نہایت اعلیٰ اور لطیف چیز ہے - اور وہ مختلف کیفیات کو محسوس کرتی اور ظاہر کرتی ہے - مثلاً غصہ ہو - تو آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں - اور انسان مرنے مارنے کو تیار ہوجاتا ہے - اور محبت ہو تو چہرہ اسکی ترجمانی کرتا ہے - اسی طرح اگر ہم خدا کی عبادت کریں - اور ان جذبات عبودیت کو نہ ظاہر کریں - تو کیسے ہوسکتا ہے - کہ ہماری روح اور جسم دونوں خدا کی عبادت میں مصروف ہوں -

پہلی باتیں تو کچھ علمی تھیں - مگر اب میں آخر میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھنا چاہیئے - کہ کامل عبد کس طریق عبادت کے ذریعہ بنتا ہے - کامل عبد کی نشانی یہ ہے - کہ خدا کا مکالمہ مخاطبہ اس شخص کو حاصل ہو - جب ہم یہ دیکھتے ہیں - تو اسلام کے سوا کوئی مذہب اعلیٰ نمونہ مذہب کا پیش نہیں کرتا - چنانچہ ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے طریق عبادت کی افضلیت کا بہترین ثبوت ہیں - پس جب ہمیں نمونہ ملگیا - کہ کس طریق عبادت سے کامل عبد پیدا ہوتے ہیں - تو کیسے اس طریق عبادت کو چھوڑ دیا جائے -

اب میں دعاء کرتا ہوں - اور آپ صاحبان بھی دعا کریں - کہ اسلام اور اسکا طریق عبادت دنیا میں پھیلے - اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کا جلال اور عظمت ظاہر ہو -

چونکہ وقت ختم ہوگیا تھا - اسلئے مولوی صاحب کو اپنا مضمون ناتمام چھوڑنا پڑا -

حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات

سوا گیارہ بجے جناب حکیم خلیل احمدؐ صاحب کی تقریر شروع ہوئی - نظم پڑھی گئی - اور حکیم صاحب نے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم آیت پڑھکر بیان کیا کہ :-

دوستو! آپ کو معلوم ہے - کہ احسانات مسیح موعودؑ پر عاجز کو تقریر کرنے کا ارشاد ہے - لیکن یہ ایسا مضمون ہے - جسکو کوئی شخص کما حقہٗ بیان نہیں کرسکتا - آپ کے احسانات شاہ و گدا گورے و کالے باشندۂ مشرق و مغرب سب پر ہیں - اور بے حساب ہیں - اسلئے میں تو یہی کہتا ہوں کہ :-

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد :-

میں کس کس کو بیان کروں - اور کیا کروں - مگر پھر بھی

مختصراً کچھ بیان کرتا ہوں۔ آپ کے احسان اقوام عالم پر ہیں ممکن ہے کوئی کہے کہ عیسائیت پر تو آپ نے کلہاڑا رکھ دیا پھر عیسائیت پر کیا احسان کیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود نے عیسائیوں پر احسان کیا اور یہ ماننا پڑیگا۔ دیکھو عیسائی کہتے ہیں ہمارا خداوند مسیح ہمارے لئے ملعون ہوا۔ مگر آپ نے ثابت کیا کہ تمہارا خداوند مسیح ملعون نہیں ہوا کیونکہ ملعون خدا کا مقرب نہیں ہوتا۔ پھر نہ صرف ایک عیسائی قوم بلکہ ہر ایک قوم پر احسان کیا اور انبیاءؑ پر بھی احسان کیا۔ جیساکہ فرمایا۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم ؏ ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

ہندوؤں پر احسان کیا اور بتایا کہ ہندوؤں میں بھی نبی ہوا ہے۔ اب کوئی شخص خواہ کتنی ہی کتابیں لکھے کہ ہندوستان میں نبی ہوئے مگر اس خیال کے ظاہر کرنیوالے سب سے پہلے ہیں۔ پھر آپ کا ہندوستان میں مبعوث ہونا ہندوستان پر احسان ہے۔ پنجاب پر احسان ہے۔ اور پنجاب کی سکھ قوم پر خاص احسان ہے۔ بابا نانک پر کیا کیا الزام لگائے گئے مگر آپ کے قلم نے ست بچن میں ان کی تردید کی اور ثابت کیا کہ باوا صاحب خدا رسیدہ بزرگ تھے سکھ ہزار کوشش کرتے مگر یہ بات نہیں کر سکتے تھے جو آپ نے اسی طرح کرشن منوانے میں کامیاب نہ ہوئے لیکن آپ نے لاکھوں سے یہ بات منوا دی پھر آپ کا احسان ہر ایک شخص پر ہے کہ اسکو بتہ دیا کہ خدا ہے اور زندہ خدا ہے۔ وہ اپنے عبادت گذاروں کو بتا دیتا ہے تم میرے ساتھ ہو اور میں تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں۔

آپ نے فرمایا ہے۔ کہ:-

آں خدائیکہ ازو اہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

آپ کے علمی و دینی احسانات کا کیا شمار ہے قرآن دنیا میں تھا مگر دراصل نہیں تھا آپ نے قرآن کے علوم کے دروازے کھولے قرآن کی برتری ثابت کی قرآن کے مقطعات اور قرآنی قسموں کا فلسفہ بیان کیا۔ جس کو مخالفوں ناشکروں نے اپنے نام سے شائع کیا حتیٰ کہ ابوالکلام صاحب نے سرقہ کیا مگر دنیا پر ظاہر نہ کیا (دیکھو البلاغ جلد اول) کہ میں ان سے لیتا ہوں دعا کی حقیقت آپ نے ظاہر کی اور کتابیں لکھیں اور دعوت دی کہ آؤ میں دعا مستجاب کا نمونہ دکھاؤں لیکن مخالفوں نے لفظاً لفظاً سرقہ کیا اور اس کو اپنی تحقیق بتایا۔

(دیکھو الحکمت گوجرات کی جلد اول) بہشت و دوزخ کی حقیقت بیان کی جبر مخالف ہنستا اور وہ دوزخ جس کو بے حقیقت ٹھہراتا تھا اس کی آپ نے حقیقت بیان کی اور قرآن و حدیث کی استشہاد کی ساتھ کی فرشتوں کا فلسفہ بیان کیا حتیٰ کہ جماعت میں ایسے ہیں جن کا فرشتوں سے تعارف ہو گیا۔ آپ نے مذہبی علم کلام میں وہ تبدیلی کی کہ اس کا رخ پھیر دیا حتیٰ کہ آپ کے بعض اصولوں کو ثناء اللہ جیسے مخالفوں نے بھی اپنا بنا کر پیش کیا عرش کی حقیقت بیان کی ثناء اللہ نے اسکو بھی لیا جب اسپر فتویٰ لگا تو اپنی جان بچانے کے لئے کہا کہ مجھے کیوں کہتے ہو مرزا صاحب سے انعام لو۔ کیونکہ یہ حقیقت تو انہوں نے بیان کی ہے۔ اور ان سے ہی انعام بھی لو۔

عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کیا اسکو بھی ثناء اللہ نے اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کیا اردو زبان پر احسان کیا کہ ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا۔ اب اردو زبان نہیں مریگی کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے علیحدہ انجمنیں بنیں۔ کیونکہ اس زمانہ کے نبی نے اس میں تصانیف کیں اب وہ یورپ و امریکہ تک میں پڑھی جانے لگیں زبان میں نئے نئے الفاظ اور ترکیبیں داخل کیں اور ایسی جن کو ابوالکلام وغیرہ نے اپنا بنا لینا چاہا۔ تعلیم وہ پیش کی جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا آپ نے دنیا کو تعلیم دی کہ خدا گونگا نہیں آپ نے اختلافات روایات میں فیصلہ کیا یاجوج و ماجوج دجال اور خر دجال مسیح کا آسمان پر جانا نبوت وغیرہ تمام مسائل جو بوجہ اختلاف روایات اسلام کے لئے موجب اعتراض تھے۔ صاف ہو گئے مہدی کی انتظار میں دنیا کا کیا حال تھا۔ لوگوں نے پہلے انکار کر دیا تھا مگر اب کبھی اسکو شیخ سنوسی کی شکل میں دیکھنے لگے کبھی کسی نوجوان ترک کی شکل میں حتیٰ کہ اب تو ایک ہندو بھی ان کو نظر آنے لگا۔

لیکن آپ نے بتایا کہ مہدی ان کی تمناؤں کے خلاف اور ہی جگہ سے ظاہر ہو گیا ملکی حیثیت سے ہندوستان پر احسان کیا۔ لوگ یورپ جاتے اور یورپ کے شاگرد بننے کے لئے جاتے ہیں مگر اب ہندوستان سے یورپ کے لئے استاد گئے اور ایک وقت یورپ ان کی شاگردی پر فخر کریگا۔ جماعت پر احسان کیا آج دنیا زلزلہ میں ہم زلزلہ میں نہیں وہ پراگندہ اور حیران ہیں لیکن ہم ایک امام رکھتے ہیں۔ ان کے لئے رستہ نہیں ہمارے پاس ہے۔ وہ زمین پر ہیں ہم بہت بلند ہیں آج دنیا کی عزت کے لئے لوگ سرگرداں ہیں۔ اور سلیف گورنمنٹ کے لئے مر رہے ہیں۔ مگر ہمیں آسمانی گورنمنٹ مل گئی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔

کیونکہ جب آسمانی گورنمنٹ ہماری ہو جائیگی تو پاؤں کے نیچے کھلی جانیوالی زمین کی حکومت ہم سے کیسے جا سکتی ہے۔ مسیح موعود نے ہماری لئے تکالیف اٹھائیں اور ہمارے لئے نمونہ پیش کیا۔ کہ حق کے قیام اور پھیلانے کے لئے تکالیف سے نہیں ڈرنا چاہیئے آج کل کے لیڈر لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ مگر پھولوں کی بارش ہیں۔

مگر ہمارا لیڈر ہماری رہبری کے لئے آیا۔ پھر وہ کئی بارش میں پھر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ آپ کا اسوقت جانشین محمود اولوالعزم ہے۔ اس کو نوح کا فرزند کہتے ہیں۔ مگر ظالم نہیں دیکھتے کہ فرزند نوح تو وہ تھا۔ جس نے کشتی کی ناقدری کی۔ اور جس کے لئے حکیم شیراز نے کہا کہ ع

خاندان نبوتش گم شد

مگر اس فرزند نے تو اس کشتی کو دنیا کے تمام ڈوبنے والوں کے پاس بھیجا کہ اسمیں سوار ہو جائیں۔ ہاں ایک شخص ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی فرزند ہونے کا مدعی ہے۔ اسکو دیکھو کہ بُروں کی صحبت کی وجہ سے کس طرح اس نے نبوت کو گم کرنا چاہا ہے ہیں زندگی کا مقصد اور نمازوں میں حضور سکھایا۔ کیونکہ پہلے ہماری نمازیں ایسی تھیں کہ ؎

بزمین چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

ہمیں محمودؑ دیا۔ کہ جس کے فیوض قیامت تک جاری ہیں۔ موجودہ گورنمنٹ پر احسان کیا کہ اسکی ایک سچے دل سے وفادار جماعت پیدا کر دی۔ آپ نے تزکیہ قلوب کیا۔ اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بھی لوگوں کے قلوب کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اور دنیا میں آپ کی تعلیم کو پھیلا دیں۔

قادیان میں ڈاکہ !!

۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء کی شب کو گیارہ بجے رات کو قادیان میں احمدیہ چوک کے قریب ہی منور بلڈنگ کے نیچے جو دوکانیں ہیں۔ ان میں سے ایک پر چند بدمعاشوں نے ڈاکہ مارا۔ ایک غریب احمدی مسمی کرم الٰہی بزاز کو لوٹ لیا۔ نقصان تین سو روپے کا ہوا۔ زیادہ نقصان نہ ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب کہ وہ دوکان کے اندر داخل ہو کر اسباب باندھ رہے تھے۔ اسوقت عبدالرحمٰن کشمیری چوہدری یکہ میرے پاس سے اٹھ کر شیخ عبدالحق صاحب ہیڈ کنسٹبل کے پاس جا رہا تھا۔ جو اسوقت کسی تفتیش کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب اس دوکان کے پاس پہنچا۔ تو دو آدمی اسکی طرف لاٹھیاں لیکر آئے۔ اور اس کو مارنے لگے۔ اتنے میں ایک تیسرا شخص چھوی لیکر حملہ آور ہوا۔ چھوی اس نے اپنے ہاتھ پر لی۔ پھر دوسری چھوی ماری۔ جو دوسرے ہاتھ پر لی۔ اسکے بعد ایک نے کہا۔ کہ یہ ابھی مرا نہیں۔ تو دوسرے نے کہا کہ کسی قابل بھی نہیں رہا۔ پھر جب وار کرنے لگا تو وار کرنے والا خود ایک بھٹی میں گرا۔ جس سے عبدالرحمٰن بچ گیا۔ اور دوڑ کر خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے مکان میں پناہ گزین ہوا۔

جہاں ہیڈ کنسٹبل صاحب ٹھیرے ہوئے تھے ملزموں نے موقع پاکر جو کچھ ہاتھ لگا۔ لیکر جانب مشرق بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مکان کے سامنے سے دوڑے۔ دوڑ کی آواز سنکر بھائی صاحب اٹھ بیٹھے۔ اور اندر سے دیوار پر سے دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ واپس آئے۔ جب وہ پھر اس دکان کی طرف گئے۔ تو شیخ صاحب نے شور مچایا اور "چور چور" کی۔

جس کو سنکر وہ مڑے۔ بھائی صاحب نے ایک لوہے کا ٹکڑا جو ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان کو مارا۔ انہوں نے چھوی سے حملہ کرنا چاہا۔ جو بھائی صاحب نے پھرتی سے بچا لیا۔ وہ بھاگ گئے۔ اتنے میں شیخ عبدالحق صاحب اٹھ کر آ گئے۔ اور انہوں نے بہت زور زور سے آوازیں دیں۔ اور لوگوں کو جگایا۔ شیخ صاحب اسی فکر میں پھر رات بھر سوئے نہیں۔ علی الصبح جب کہ مدعی بلایا گیا۔ مدعی نے آکر اور دیکھ کر اپنا نقصان تین سو کا بنایا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مدعی نے تحقیقات کرانے سے انکار کر دیا۔ شیخ عبدالحق صاحب اپنی ہوشیاری میں واقعی قابل داد ہے۔ اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوئی۔ کہ شیخ صاحب انسداد جرائم کا خاص ملکہ رکھتے ہیں اور ان کو پبلک کے آرام کے لئے اپنا آرام بھی بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملک کی خدمت کا خاص موقع دے ؛

تعزیّت

میرے کرمفرما جناب سید دلاور علی شاہ صاحب سب انسپکٹر بٹالہ کی والدہ مکرمہ بقضا الٰہی فوت ہو گئی ہیں۔ جسکا مجھکو ازحد افسوس ہے۔ اور ان کے اس رنج و غم میں اپنے آپ کو شریک پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور مغفرت فرمائے۔ اور سید صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (شیخ محمود احمد)

گذشتہ سال کی ہر ایک نظر

صیغہ جات کی رپورٹ

صیغہ تعلیم و تربیت صیغہ تعلیم و تربیت کے ماتحت اسوقت خدا کے فضل سے ۲۷ پرائمری سکول مردانہ ہیں۔ ۹ پرائمری سکول زنانہ ہیں۔ اور ۴ مڈل سکول ہیں آئندہ صیغہ تعلیم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ جہاں کی جماعت چاہتی ہے۔ کہ مڈل سکول بنایا جائے۔ وہ ایک ہزار روپیہ نقد صیغہ کے پاس جمع کرا دیں۔ جو علاوہ سکول کی عمارت اور سامان کے ہو ان تمام سکولوں میں پندرہ سو طالب علم تعلیم حاصل کرتا ہے۔

صیغہ امور عامہ اس صیغہ نے گذشتہ سال میں دو سو ایک جھگڑوں کا باہمی فیصلہ کیا۔ اور بہت سے پبلک امور کو سرانجام دیا۔

صیغہ تالیف و اشاعت اس صیغہ کیطرف سے ۱۰۵ اعتراضات کا جواب لکھا گیا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ سید زین العابدین صاحب نے کیا۔

سیلون میں اس سال ۱۲۰ آدمی نئے داخل احمدیت ہوئے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا تامل میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ مسجد لندن کیلئے ۸ ہزار پونڈ جمع ہوا ہے۔ زمین خریدی گئی ہے۔ اس سال گیارہ سو اسی آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ :

ایک غیر احمدی ڈاکٹر کے چار سوالوں کے جواب

سوال ۱ - کیا حیات وفات پیدائش مسیح کی تفصیلات سے واقف ہونا اصول اسلام میں داخل ہے۔ الی آخرہ۔

جواب ۱ - پیدائش مسیح کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے دعوے کو کچھ تعلق نہیں۔ اس لیے میں اس بات کو نظر انداز کرکے باقی امور کا جواب دیتا ہوں۔

پس واضح ہو کہ حضرت مسیح کی وفات سے علم حاصل کرنا اس طرح اصول اسلام میں داخل ہے کہ تیرہ سو سال سے اہل اسلام کا یہی عقیدہ چلا آیا ہے کہ ایک زمانے میں جب بمصداق لا یبقیٰ فیہ من الاسلام الا اسمہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب اسلام اور اس نے بموجب نص انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس لیے وہ اس کی محافظت کے لیے ایک شخص کو مبعوث فرما دیگا۔ جس کا نام آنحضرت صلعم نے فارسی النسل اور عیسیٰ ابن مریم رکھا ہے اور آپ کا یہ فرمودہ ہے کہ وہ تم سے تمہارا امام بھی ہوگا اور پھر فرمایا کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ تمام اہل اسلام اسی حدیث کی بنا پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو شخص اپنے زمانے کے امام کو نہیں مانتا وہ گنہگار ہو کر مرتا ہے اگرچہ وہ تمام انبیا علیہم السلام کو مانتا اور جمیع ارکان اسلام کو بجا لاتا ہو۔ پس خیال کرنا چاہیے کہ جس صورت میں صرف امام زمانہ کو نہ ماننے والا×[1] جن کو آنحضرت صلعم نے نبی کا خطاب بھی نہیں دیا پکا مسلمان ٹھہرایا جا سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں ہرگز نہیں ہماری اس تقریر سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا اسلام کی اصل ہے اور پھر آپکا ماننا اسی بات پر موقوف ہے کہ حضرت مسیح ناصری کو فوت شدہ تسلیم کیا جاوے۔ کیونکہ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود کو سچا تسلیم نہیں کرسکتا۔ اور اس سبب سے وہ اسلام کی اس اصل یعنی ایمان بالرسل کا انکار کرتا ہے جس سے وہ دائرے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اب اگر کوئی ذی شعور تھوڑا سا تدبر کرے تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ وفات مسیح کو معلوم کرنا اسلام کی اصل ہے۔ کیونکہ اس کے باعث اسلام کی ایک اصل کا انکار ہوتا ہے۔

جواب ۲ - چونکہ حضرت مسیح کی حیات کے عقیدے میں ایک قسم کا شرک پایا جاتا ہے اسلیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح کی وفات سے علم حاصل ہو۔ ورنہ حضرت مسیح کو ایسا آدمی تسلیم کرنا پڑے گا جس کی دنیا میں کوئی نظیر پائی نہیں جاتی۔ اور اس کی نسبت وہ صفات منسوب کرنی پڑینگی جو کہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں مثلاً خورد و نوش کا محتاج نہ ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور تمام انسانوں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اب غور کرنا چاہیے کہ اگر حضرت مسیح کو زندہ تسلیم کیا جائیگا تو کئی قسم کے عیوب کا ارتکاب ہوگا مثلاً اول یہ کہ اس کو آنحضرت پر فضیلت دیجائیگی۔ جو دیدہ باریک بیں کے سامنے مخفی اور پوشیدہ نہیں اور یہ کسی طرح بھی درست اور جائز نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے کہ تو سراجاً منیرا ہے یعنی چمکنے والا سورج اس سے جو شان آپ کی ہویدا ہے وہ اظہر من الشمس ہے کیوں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو روحانی سورج قرار دیا ہے اور جسطرح جسمانی سورج ایک ایسا نور اعلیٰ و ارفع ہے کہ جسقدر بھی دیگر نور اور روشنیاں جسمانی رنگ میں موجود ہیں وہ سب کی سب اس سے کم درجہ کی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سورج قرار دیا گیا ہے تو اس سے آپ کی شان کا اظہار مطلوب ہے جس کی پایا جاتا ہے کہ جس قدر بھی روحانی نوریں ہیں سب آپ سے نیچے اور کم درجہ کے ہیں اور آپ کی شان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ پس ایسا عقیدہ جس کی رو سے آپ کی شان میں فرق آتا ہو اس کا ترک کرنا نہایت ضروری ہے

دوم بجز یہ کہ اس عقیدہ میں مبدا شرک پایا جاتا ہے اور وہ یوں ہے کہ جس طرح یہود حضرت مسیح کا انکار اور حضرت ایلیا کو زندہ مان کر مشرک قرار دیئے گئے تھے۔ اسی طرح مسلمان بھی حضرت مسیح موعود کے انکار اور مسیح ناصری کو زندہ تسلیم کرنے سے مثیل یہود قرار دیئے جائینگے اور ہمارے اس بیان کی تائید میں حضرت امام فخرالدین صاحب رازی رحمۃ اللہ علیہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس پر دال ہے۔ کہ عرف شرع میں یہود کو مشرک کہتے ہیں اور دو وجہوں سے اس پر دلیل پکڑی جاتی ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ شرک کے سوا باقی سب گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ پس اگر یہودیت شرک کی مغایر ہوتی تو وہ اس آیت کے حکم کے ماتحت مغفور ہونی چاہیئے تھی لیکن اس بات پر اجماع ہے کہ وہ بخشی نہیں جائیگی۔ پس اس آیت نے دلالت کی کہ یہودیت اسم شرک کے نیچے داخل ہے۔ دوسری وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اس کو اپنے ماقبل سے اتصال اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے اندر یہود کی تہدید کو رکھتی ہے۔ پس اگر یہودیت اسم شرک کے نیچے داخل نہ ہوتی تو اسکے ساتھ ایسا معاملہ نہ ہوتا ہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ قرآن مجید میں ان الذین امنوا والذین ھادوا اور قول والذین اشرکوا میں مشرک اور یہودی پر عطف ہے اور مغائرت کا مقتضی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مغائرت مفہوم لغوی کی وجہ سے ہے۔ اتحاد شرک اور یہودیت بوجہ مفہوم شرعی کے ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ - الغرض جیسے یہود مسیح کا انکار کرکے اور ایلیا کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھنے سے مشرک ٹھہرے۔ اسی طرح مسلمان بوجہ انکار مسیح موعود ×[2]

[1] × اور چونکہ بایں نفس درحقیقت ملکم اسلام دینا

[2] × پورا مسلمان ٹھہرایا نہیں جاسکتا تو۔

بعد اتمام حجت مسیح ناصری کو آسمان پر زندہ اور انھیں کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے شل ہیودین گئے۔

سوال ۲ء

میرزا صاحب کے دعوے سے پہلے ایک گھنٹہ اسلام کی کیا حالت تھی اور دعوی کرنے سے ایک گھنٹہ بعد کیا؟

جواب۔ حضرت مسیح موعود کے دعوی سے پہلے ایک گھنٹہ اسلام کی وہی حالت تھی جو کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے دعوے سے پہلے یہود کی تھی اور ایک گھنٹہ بعد بھی اہل اسلام پر وہی حکم صادر ہوا تھا جو کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے دعوے کے بعد ہوا تھا۔ یعنی حضرت موسی علیہ السلام کا پیرو تورات شریف پر عمل پیرا ہونے کے باوجود اس وقت حضرت مسیح ناصری کے انکار سے موسی علیہ السلام کی اطاعت سے خارج سمجھا گیا تھا۔ ویسا ہی حضرت نبی کریم کی اطاعت اور فرمانبرداری سے خارج خیال کیا جائیگا۔ جیسا کہ اہل یہود کے لیے حضرت مسیح ناصری پر ایمان لانا ضروری تھا۔ ایسا ہی اہل اسلام کے لیے بھی حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے انکار سے اس طرح دور پھینکے جائینگے جس طرح یہود حضرت مسیح کے انکار سے دور پھینکے گئے تھے۔ باوجودیکہ وہ حضرت مسیح سے پہلے تمام انبیا کو اللہ تعالی کی طرف سے مانتے تھے اور اللہ تعالی کا وہ غضب ان پر نازل ہوا کہ آج تک ان کی قوم ذلت سے ماری ماری پھرتی ہے۔ اور مسلمان تو خاص کر ان کو مغضوب علیہم کے نام سے یاد کرتے ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ انھوں نے اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل ایمان بالرسل کو چھوڑا۔ اور اس کو بھی پوری طرح نہیں بلکہ وہ بہت رسولوں پر ایمان لاتے تھے اور موسی علیہ السلام کا امتی ہونا ان کو خاص فخر حاصل تھا۔ حضرت مسیح کے انکار سے ان پر لعنت کی مار پڑی۔ اور موسی جیسے عظیم الشان نبی کی طرف منسوب ہونے کے باوجود ان کو کافر کا خطاب دیا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ خدا کے رسولوں کو حقارت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ پس جاننا چاہیے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانتا اگرچہ تمام ارکان اسلام بجا لاتا ہو۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا۔

سوال ۳ء

اس وقت اگر آپ کسی غیر مسلم کو مشرف باسلام کرنا چاہیں تو اس کے لیے لا الہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ پڑھنا کافی ہوگا یا نہیں؟

جواب ”کوئی غیر مسلم حقیقی طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ جبتک کہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان نہ لاوے۔ جبکہ ایک مسلمان کہلانے والا تا وقتیکہ حضرت مسیح موعودؑ کو نہ مانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے اور آپکے منکرین میں شمار ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہے تو ایک غیر مسلم بغیر آپ کی اتباع کے کسطرح مسلمان قرار دیا جا سکتا ہے۔ البتہ جس طرح غیر احمدی مسلموں کو مسلمان کے نام سے رسمی طور پر پکارا جاتا ہے اسی نام سے اس کو پکارا جائیگا لیکن وہ حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ہوگا۔ اسلیے ضروری ہے کہ کلمہ طیبہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا اقرار بھی کرایا جاوے۔

سوال ۴ء

موجودہ خلیفہ قادیان کی مذہبی حیثیت از روئے قرآن شریف کیا ہے یعنی ان کے انکار سے ایمان میں کیا نقص لازم آتا ہے۔

جواب۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالی بنصرہ کی مذہبی حیثیت وہی ہے جو کہ حضرت ابو بکر رض کی ہے۔ کیا آپکے نزدیک حضرت ابو بکر و دیگر خلفاء راشدین کو ماننا ضروری تھا کہ نہیں اگر ضروری تھا تو کس وجہ سے اگر کہو کہ وہ اصل کا خلیفہ ہے اور نائب کا حکم اصل کا سمجھا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ جسطرح حضرت مسیح موعود کا ماننا ضروری ہے اسیطرح آپکے خلیفہ کو بھی ماننا ضروری ہے۔ اور اگر کہو کہ حضرت ابو بکر رض کا ماننا ضروری نہ تھا تو یہ بدیہی البطلان ہے [illegible] اور یہانتک کہ حضرت علی رض اور حضرت معاویہ کی باہم لڑائیاں ہوئیں اور ان جنگوں میں کئی صحابہ بھی قتل ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفا کی بیعت ضروری ہے۔ ورنہ ایمان ناقص رہتا ہے۔ والسلام

خاکسار چراغ الدین منشی فاضل مبلغ ترقی اسلام قادیان دارالامان

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

گذشتہ سے پیوستہ

شیخ رشید رضا کو ہندوستان کے علماء جانتے ہونگے وہ المنار رسالہ کے ایڈیٹر ہیں اور غالباً ۱۹۱۲ء میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اور ہندوستان میں مدرسہ دیوبند میں ایک لیکچر بھی دیا تھا جس میں انھوں نے اس بات کی اپیل کی تھی کہ مصر میں ایک اسلامی مدرسہ قائم کرنے کی بہت اشد ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کی مدد کے لیے انھیں تحریک کی تھی۔ میں نے مصر میں سنا تھا کہ انھوں نے ہندوستان سے واپس ہو کر ایک بہت بڑی رقم خرچ کر کے ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ جس کا نام ارشاد رکھا تھا۔ میرے مذکورہ بالا استاد شیخ حامد موسی آفندی نے اس مدرسہ کی تعریف کی اور مجھ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ اس میں داخل ہو جائیں شیخ رشید رضا آفندی ان کے دوست تھے۔ اس وجہ سے مدرسہ میں داخل ہونا بہت آسان تھا۔ مگر مدرسے میں داخل ہونے سے پہلے بہتر سمجھا کہ میں اس مدرسے کو داخل ہونے سے پہلے دیکھ لوں۔ اور شیخ رشید رضا سے ملاقات کر لوں۔ اس رائے کو میرے استاد نے پسند کیا اور مجھے شیخ رشید رضا سے

ملاقات کرلوں۔ اس لئے کو میرے استاد نے پسند کیا اور مجھے شیخ رشید کو ملانیکے لئے لیگئے۔ شیخ جلد ہو سے آفندی کا نام سن کر وہ فوراً گھر سے نکل آئے۔ اور جب انہوں نے مجھ سے انٹرڈیوس کرایا اور میں نے حسب عادت اپنے ہاتھ کو ان سے مصافحہ کرنیکے لئے بڑھایا تو انہوں نے میرے ہاتھ کی ایک انگلی کو چھو کر اپنے ہاتھ کو فوراً پیچھے ہٹالیا۔ میں اس پر ہکا بکا رہ گیا بلکہ مجھے ان کی اس حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اور شرم کے مارے مجھ سے مشکل سے برداشت ہو سکا۔ کہ وہاں میں ان کے پاس ایک دو منٹ ٹھہروں انہوں نے مجھ سے اپنے ہاتھ کو اس طرح ہٹایا تھا۔ گویا مجھے ابرص یا کوڑھ (جذام) کی بیماری ہے۔ یا یہ کہ میں اس قابل نہیں تھا کہ مجھ سے مصافحہ کرتے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ امرا یا بڑے بڑے بادشاہ نظر قبول کرنے کے اظہار میں صرف یہی کافی سمجھتے ہیں کہ اس کو چھو کر واپس کر دیا جاوے ایک دو منٹ وہ اور میرے استاد آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ جس سے میں اتنا ہی سمجھ سکا کہ دوسرے دن مدرسہ میں دس بجے حاضر ہو جاؤں۔ میں اپنا سا منہ لے کر استاد کے ساتھ واپس آیا اور دل میں مجھے صدمہ کا احساس تھا۔ کہ مجھے کس قسم کے انسان کے ساتھ ملنا پڑا۔

دوسرے دن میں اور شیخ عبدالرحمن صاحب نومسلم مدرسہ رشیدیہ کو دس بجے دیکھنے کے لئے گئے۔ ہم مدرسہ میں پہنچے ہی تھے کہ لڑکے ہمارے اردگرد جمع ہو گئے۔ ان کو ہمارے آنیکے متعلق خبر تھی۔ ان کے ساتھ گفتگو کرنے پر معلوم ہؤا۔ کہ مدرسہ کا انتظام بڑا سخت ہے۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ تعلیم کا نصاب بہت مشکل خشک اور فرسودہ ہے۔ بلکہ کھانے کو صرف فول ونلس (دال روٹی) ملتا ہے۔ اور رات کو گرمی کے ایام میں الحفنا پڑتا ہے

اور اٹھ کر تہجد وغیرہ نہیں یا کہ خاص ورد و وظیفہ کی فہرست باقاعدہ جاری ہوتی ہے۔ ان سے اس قسم کی باتیں سن کر میں نے شیخ صاحب کے کان میں کہا۔ اسی واسطے بیچارے طالب علموں کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی ہیں۔ اور ہونٹوں پر پڑیاں جمی ہوئی ہیں۔ اور رخساروں کی ہڈیاں باہر نکلی ہوئی ہیں۔ اگر ہم بھی مدرسہ میں داخل ہو گئے تو ہماری بھی خیر نظر نہیں آتی۔

ہم آپس میں گفتگو ہی کر رہے تھے۔ کہ شیخ رشید صاحب تشریف لے آئے۔ اسوقت انہوں نے سبق پڑھانا تھا۔ اسوقت ہمیں تپاک سے ملے لیکن جونہی کہ شیخ عبدالرحمن صاحب نے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو اس کے ہاتھ میں بھی ویسے ہی ٹھونگا لگا دیا۔ کہ جیسے میرے ہاتھ نے کھایا تھا۔ خیر ہم اس بات کو برداشت کرتے ہوئے لڑکوں کے ساتھ کمرہ میں جا بیٹھے شیخ رضا آفندی نے سبق شروع کیا۔ اور مضمون سیاست و دین تھا۔ جہاں تک میں اسوقت یاد کر سکتا ہوں کہ میں اسوقت اسکی تقریر سے یہ سمجھا تھا۔ کہ دین اور سیاست کا آپس میں وہیں تک تعلق ہے۔ جہاں تک آنکے احکام امور دنیا میں آپس میں ملتے ہیں۔ اور اگر کوئی اجنبی دیسی ہی معدوم ہے۔ جیسا کہ اپنی اسلامی حکومت۔

میرا اسوقت ان کے لیکچر کے مفہوم کو بیان کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ان کے مدرسہ کو بتلانا تھا۔ ان کا لیکچر ختم ہونیکے بعد ایک اور استاد کے سبق سننے کے لئے بیٹھے رہے۔ اس دوسرے کے لیکچر کے اثناء ایک طالب علم نے اعتراض کیا۔ استاد کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اعتراض تو بالکل معقول ہے۔ اور خود استاد غلطی پر ہے۔ لیکن اس نے ہم سے شرم کر کے اس بات پر اصرار کیا کہ لڑکے کا اعتراض غلط ہے۔

اور اس کو خاموش کرنے کے لئے اسکو ڈانٹنا شروع کیا۔ جوں جوں وہ استاد غصے کا اظہار کرتا لڑکا بھی تیز ہوتا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ لڑکا طلبا از ہر میں سے ایک معمولی طالب علم تھا اور اس کی بھی ندر[illegible] ی ہی تھی۔ جیسا کہ اس کے استاد کی ان کے آپس کی جھڑپ سے کمرہ میں ایک شور قیامت برپا ہو گیا۔ اس کو جھوٹا ثابت کے لئے طالب علم فوراً ایک الماری کی طرف لپکا۔ اور وہاں سے ایک عربی ڈکشنری نکال لایا۔ اسپر استاد اسے یہ کہتا ہؤا معلوم ہؤا کہ تم لوگ بڑے گستاخ ہو۔ کمرہ سے نکل جاؤ۔ اور لڑکے نے استاد کو یہ جواب دیا کہ میں کیا نکلونگا۔ بلکہ تمہیں نکالونگا۔ اور ابھی جاکر رشید رضا کو کہتا ہوں کہ تم بڑے نالائق استاد ہو۔ اسپر اب طالب علموں میں غوغا برپا ہے۔ کوئی استاد کو سمجھاتا ہے۔ کوئی لڑکے کو سمجھاتا ہے۔ اور کوئی سمجھانے والوں پر نفرین ظاہر کرتا ہے۔ اور میری طرف مخاطب ہو کر مجھے کہتا ہے۔ کہ یہ استاد ہی بیوقوف ہے۔ غرض اس شور و غل میں میں نے شیخ صاحب کو اشارہ کیا۔ کہ آؤ باہر چلے جائیں ہم باہر جو نکلے تو دروازہ کے سامنے استادوں کا ہجوم تھا۔ اور وہ آپس میں استاد پر اور لڑکوں پر اور شیخ رشید رضا کے مدرسہ پر پھبتیاں اڑا رہے تھے۔ میں اور شیخ صاحب ہنستے ہوئے اور لاحول پڑھتے ہوئے واپس آ گئے۔

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ مدرسہ کی اصل اور حقیقت کسی بڑے تجربہ کار کے بغیر ہی ہم پر [illegible] اور جب میں چھ سال کے بعد شام سے مصر کو واپس آیا۔ تو میں نے سنا کہ وہ مدرسہ ارشاد ٹوٹ گیا ہے۔ اور میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ شیخ رشید رضا نے جو روپیہ ہندوستان سے اسی غرض کے لئے [illegible] تھے وہ کچھ تو ہضم کر گئے اور کچھ برباد کر دیا اگر یہ درست [illegible]

مالاباری چٹھی

وفات

آپ جناب سی سی حسنار صاحب کو جانتے ہونگے وہ چھوگھاٹ میں بیوپاری کرتے تھے آدمی بہت بڑے پرہیزگار اور مخلص احمدی تھے انہوں نے ۱۹۰۸ء میں بیعت کی تھی اور ۱۹۱۱ء قادیان دارالامان میں جاکر حضرت خلیفۃ المسیح اول صدیق ثانی کی زیارت کی تھی نومبر کی اوائل میں چھوگھاٹ سے بیمار ہوکر یہاں آیا۔ ان کا بڑا لڑکا جو غیر احمدی ہے۔ وہ بھی ساتھ آیا تھا۔ ایک ہفتہ بیمار رہ کر اپنے ساٹھ برس کی عمر میں بتاریخ ۹ نومبر ۱۹۲۰ء انتقال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی الجنۃ

دسویں تاریخ کو جنازہ پڑھ کر مقبرہ حیات میں دفن کیا گیا۔ ہمارے نمبر گھٹتی جاتی ہے۔ خدا رحم فرماوے آمین ؛

یہودی خطیب

حسنار صاحب مرحوم انکی بیوی گھر میں بیمار رہتی تھی۔ وفات کے بعد ایک دن پہلے ان کے غیر احمدی بیٹے احمدیوں کو مرحوم نہ دکھانے کے لئے بندوبست کیا تھا۔ اور ان کو توبہ کر کے احمدیت سے پھیرنے کے لئے بھی انتظام کیا خطیب محمد جو غیر احمدی جامع مسجد کے اسسٹنٹ خطیب ہے۔ توبہ کرانے آیا حسنار صاحب مرحوم ایسے کمزور آدمی نہیں تھے وہ ان باتوں کو کان میں پرویشن نہیں دیا۔ اس خطیب ایسے ناپاک آدمی ہے۔ کہ قریب المرگ آدمی کو اسلام سے پھرانے کے لئے ابلیس کا کام سرانجام دیتا ہے۔ اسی ناپاک نے کئی مہینہ پہلے ایک احمدی کو اسی طرح کرنے کے لئے کوشش کی تھی ہم کس سے کہیں یہ لوگ ایمان سے ایسے دور ہیں۔ کہ کسی سے بھی ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا ۹ نومبر کو ہم وہاں گھر پر نہیں جاسکتے تھے۔ سب کے سب غیر احمدی ان کے گھر پر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ان ناپاک غیر احمدیوں کی قوتیں ان لوگوں کو ہی وبال جان ہوگی۔ مرتے وقت ایسا کرنا ارکل راجہ صاحب کے نزدیک برا انکا اسلیئے غیر احمدی وہاں سے چلے۔ شام کے وقت احمدی انتقال فرمایا۔ اور عشاء کے بعد ان کا بیٹا تاج محل میں آکر معافی مانگی۔ یہ بڑا لمبا قصہ ہے۔ میں اسکو چھوڑتا ہوں۔ آخر ہم نے اس کو معاف کر دیا۔ اور دوسرے دن نماز جنازہ پڑھی گئی

مقدمہ نکاح فیصلہ مقدمہ کے بعد غیر احمدی بہت دلیر ہو گئے ہیں اور کوڈالی جماعت کو بہت تکلیف دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپیل میں ہمیں کامیاب کرے آمین۔ اپیل کے لئے بندوبست کیا جاتا ہے۔ ناظر صاحب امور عامہ بھی ضروری مدد کریں۔ آپ لوگ دعا فرماویں

مولوی کنجی مولوی کنجی اب پکا غیر احمدی ہوا ہے غیر مبائعین کے گروہ میں بھی اب نہیں اس بارے میں انشاءاللہ پھر لکھوں گا۔ اب اتنا کہتا ہوں کہ مولوی مولوی محمد علی صاحب کا بھی گھمنڈ نہیں رہا۔ انکا دعویٰ تھا کہ مالابار میں کئی سو آدمی ان کے ساتھ ہے۔ پینگاڑی میں ایک بھی غیر مبائعین۔ یہ خدا کی رحمت ہے ایک بہت بڑا فتنہ اٹھ گیا۔ غیر احمدی ہم سے کہتے ہیں۔ کہ تمہاری طرف سے بڑے بڑے لوگ ہمارے طرف واپس آ گئے ہیں۔ تم بھی آکر کیوں ہم سے الگ ہوتے ہو۔

تاریخ قادیان

یعنی

قادیان کا ماضی اور حال اور اس کا مستقبل

۱۹۱۷ء کی بات ہے۔ کہ میرے دل میں قادیان کی تاریخ مرتب کرنے کا جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اس کو مرتب کرنا شروع کیا کسی حد تک میں نے اس کو تیار کیا تھا۔ کہ برادرم محمد امین صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں ایک کتاب ایسی تیار کرنی چاہتا ہوں میں نے اس کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا کہ یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد ان کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہو گیا اس لئے میں نے برادر موصوف کی کتاب چھپنے کا انتظار کیا جو کہ خدا کے فضل و کرم سے اب چھپ کر آگئی ہے۔

اور اپنی شان میں بہت اعلیٰ کتاب ہے جس کی احباب کو بہت ضرورت تھی۔ اسکے پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ برادر موصوف کی توجہ میرے مضامین کی طرف کسی قدر کم گئی ہے۔

یہ کتاب قادیان کی گائڈ ہے۔

لیکن میں اس کی تاریخ لکھنی چاہتا ہوں جسمیں قادیان کی ماضی اور حال اور استقبال پر مفصل بحث ہو۔

وباللہ التوفیق

قادیان کی تاریخ کیا ہے

احمدیت کی تاریخ ہے اور اس کتاب میں جس چیز کا لکھوں گا اس کی ساری کیفیت مع اس کی تاریخی ترقیوں کے درج کروں گا۔ انشاءاللہ العزیز۔

فی الحال اس کتاب کی طبع کے متعلق میں تمام مخلصین کو اطلاع دیتا ہوں۔

کتاب کے مکمل ہو جانے پر دوبارہ دوسری دفعہ اطلاع دوں گا۔

بالآخر میں احباب سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

المعلن
شیخ محمود احمد قادیانی ایڈیٹر الحکم

نوٹ قادیان کی بڑی بڑی عمارتوں کی تصاویر ساتھ دی جائینگی

ایڈیٹر الحکم کی سنی گئی

خداتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ جسنے اپنے فضل سے ایڈیٹر الحکم کی دلی خواہشات کو پورا کیا۔ مجھے ان کی نوعیت میں جانے کی ضرورت نہیں مگر یہ امر تحدیث بالنعمت کے طور پر کہونگا کہ جو کچھ بھی انکے دل میں تھا اللہ تعالیٰ نے ان سب ہی کو پورا کر دیا۔

سلسلہ کے کاموں میں خدا کے فضل سے وہ شروع ہی سے دلچسپی لیتے رہے ہیں اور اپنی سمجھ کے مطابق نیک مشورے دیتے رہے۔ اس جلسہ کے متعلق ماہ اگست ۱۹۲۰ء میں ناظر صاحب تالیف واشاعت نے بعض امور کے متعلق مختلف احباب سے مشورے طلب کئے جنمیں ایڈیٹر الحکم بھی تھے۔ ان مشوروں کا جو کچھ جواب اسوقت ایڈیٹر صاحب نے دیا۔ وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ مجھے اس امر کی ازحد خوشی ہے۔ کہ جن امور کو انہوں نے پیش کیا ہے۔ قریباً قریباً حضرت صاحب کی منظوری سے سب کے سب منظور ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

شیخ محمود احمد۔

جناب ناظر صاحب تالیف واشاعت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپکی چٹھی نمبر ۵/۱۲ مورخہ ۹ اگست کے جواب میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ کہ اس نہایت اہم ضرورت کا احساس کیا گیا ہے۔ جہاں تک میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے طرز عمل اور منشا کو سمجھا ہے۔ آپ سلسلہ کے کاموں میں مشورہ کی ضرورت کا زبردست احساس رکھتے ہیں۔ سالانہ جلسہ اب مستقل طور پر سلسلہ کی ایک انسٹیٹیوشن ہے۔ اور اس کے متعلق انتظامات اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل پر سارا کام ہونا چاہیئے۔ میری رائے اس قسم کی رائے کا متعدد مرتبہ اظہار کیا گیا ہے۔ ابھی تک یہ انتظام نہیں ہے۔ کہ سالانہ جلسہ میں جو تجاویز بعض اوقات پیش ہو کر پاس ہو جاتی ہیں۔ اون کی عملی صورت کے احتساب کا بھی کوئی ذریعہ پیدا کیا گیا ہو۔ بہرحال یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ جلسہ سے پیشتر سے یہ انتظام جو آپ کے دائرہ عمل کے اندر ہے۔ قابل غور قرار دیا گیا ہے۔

ہرچند آپ نے صرف مضامین کے متعلق رائے دریافت کی ہے۔ اور مجھے اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہیئے۔ مگر سلسلہ کی محبت اور اس کے ساتھ وفاداری کا عہد مجبور کرتا ہے۔ کہ میں اسکے بعض دوسرے پہلوؤں پر بھی عرض کر دوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اپنے فرض منصبی کی حیثیت سے ضروری سمجھیں گے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور میری رائے پیش کر دیں۔

جسطرح پر دیگر امور کے لئے نظارتوں کا صیغہ ہے اسی طرح پر ضرورت ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کا ایک مستقل ناظر ہو۔ اور سال بھر اس کا کام ہو۔ کہ سالانہ جلسہ کی ضروریات اور انتظامات میں کام کرتا رہے۔ جلسہ کا کل انتظام اوس کے ماتحت ہو۔

یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کام کی تقسیم کے اصول کو ذمہ واری کے ہلکا کرنے کا ذریعہ قرار دے لیا جاوے۔ یا تصادم کا موجب بنا دیا جاوے مثلاً پلیٹ فارم بنانا ہے۔ تقسیم محنت کے اصول پر یہ تو ضروری ہے۔ کہ وہ کسی ایک شخص یا اشخاص کے سپرد ہو۔ لیکن یہ نہایت نامناسب ہے۔ کہ کوئی ذمہ وار وجود مثلاً سیکرٹری جلسہ یہ سمجھ لے۔ کہ چونکہ یہ فلاں کے سپرد تھا۔ میں اس کے نقائص کا ذمہ وار نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک شخص ان اغراض کے لئے جوابدہ اور ذمہ وار ہو اور جلسہ کے مختلف امور جسطرح پر عمل آتے ہیں آئیں۔

اور جن لوگوں کے سپرد ہوں وہ بجائے خود اسکے پاس جوابدہ ہوں مگر ان کی کمزوری یا غفلت کا جوابدہ وہ ہوگا۔ نظام اوقات نہایت غور اور فکر سے تجویز کیا جائے اور اس میں وقت کو نہایت مفید اور قیمتی بنایا جاوے میں تفصیل نہیں کر سکتا۔ بعض اشارات لکھ رہا ہوں تقریروں کے متعلق نہایت اہم اور ضروری چیز سلسلہ کی ضروریات ہیں۔ جن سے میری مراد محض روپیہ اکٹھا کرنا ہی نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم جماعت کو ایسے راستہ پر چلانے کے لئے تیار کریں کہ اپیلوں کی ضرورت نہ ہو۔ میری غرض سلسلہ کی ضروریات سے سلسلہ کی بعثت کی غرض اور اس کا نصب العین ہے۔ اس نصب العین کے ساتھ وقتی ضروریات اور مختلف ممالک کے حالات کے ماتحت ہماری جدید ضرورتوں کا پیدا ہونا ہے اس لئے اس امر کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے سلسلہ کے اصولوں اور تعلیم سے جماعت کو واقف رکھنا سب سے مقدم ہے لیکن اس کا یہ منشا نہیں کہ تمام تعلیم کے لئے سمجھ لیا جاوے کہ سالانہ جلسہ کا لیکچر کافی ہوگا۔

اس سے جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو پڑھنے اور سلسلہ کے لٹریچر کی طرف عدم توجگی کا احتمال ہے۔ اور یہ آپ کو پتہ لگ جائیگا اگر آپ اپنے فرض کا احساس کر کے ایک نقشہ طیار کرائیں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت سال تمام میں کسقدر ہوئی ہے۔ اور کون کون سی کتاب کسقدر شائع ہوئی ہے

حضرت مسیح موعود کی کتب کی اشاعت بہت کم ہوگئی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلم سے اور خدائی تجلیوں کے موعود کے قلب سے نکلی ہیں۔ لوگوں کو نہیں پہنچ رہی ہیں۔ جماعت کا رخ اور مذاق آپس کے جھگڑوں کے طرف بہت بدل دیا جا رہا ہے۔ اس سے مراد پیغامی فتنہ ہے۔ اسکی طرف سے بے فکر نہیں رہنا چاہیئے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ ساری توجہ ادھر مبذول کردی جائے پس ان اصولوں کو ملحوظ رکھ کر مضامین تیار ہونے چاہیئے۔

(۱) ایک مضمون سلسلہ احمدیہ کا سیاسی پہلو ضروری ہے۔ مگر یہ مضمون اس قسم کا کہ حضرت امام ہی کا حق ہے۔ کہ اسپر قوم کی رہنمائی کریں۔

(۲) ایک مضمون تبلیغ اسلام اور حفاظت سلسلہ کے اصولوں پر ہونا چاہیئے یہ مضمون پہلے سے لکھا جاوے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ملاحظہ کے بعد طبع شدہ طیار رکھا جاوے۔ اس مضمون پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب یا میر محمد اسحاق صاحب سے مضمون لکھوایا جاوے۔ یہ مضمون دو گھنٹوں سے زیادہ کا نہ ہو۔ اس میں اندرون ہند اور بیرون ممالک میں تبلیغ کے پہلو مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر ایک مستقل نظام العمل قرار دیا جاوے۔ اور جماعت کے ذہن نشین کیا جاوے۔ کہ کیا کرنا ہے۔ اگر حضرت کا اشارہ ہوا تو میں اپنے خیالات عرض کرنیکو تیار ہوں۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسوہ حسنہ پر ایک مضمون ہو اور یہ مضمون مولوی سید سرور شاہ صاحب یا مولوی شیر علی صاحب لکھیں۔ جو ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ کا نہ ہو۔

(۴) قرآن مجید کے حقایق و معارف پر ایک مضمون ہو۔ یہ علمی مضمون ہو۔ یہ سید ولی شاہ صاحب یا کوئی اور بزرگ لکھیں

(۵) سلسلہ کے اندرونی اور بیرونی مخالفین سے ہمارا برتاؤ کس قسم کا ہونا چاہیئے یہ اغلباً حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے کلمات طیبات میں آنا ضروری ہے۔ کوئی مستقل مضمون اون کے مضابطوں اور شرارتوں پر ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۶) سلسلہ کی ضروریات اور ان کا انصرام وجماعت کا انتظام العمل اسپر ناظر بیت المال کو کرنی چاہیئے ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ کی نہ ہو۔

(۷) رپورٹ کا سلسلہ موقوف کرنا چاہیئے ایک نہایت مختصر رپورٹ شمار واعداد کی بنا پر سلسلہ کے کام کی پیش کی جاوے۔

(۸) تزکیہ نفس اور اصلاح اعمال کے لیئے ہدایات امام ایدہ اللہ بنصرہ دیتے ہی ہیں۔

آئندہ کے لیئے ہم کو ایک مستقل سیاسی نظام العمل تجویز کرنا ضروری ہوگیا ہے سلسلہ کی مختلف انسٹیٹیوشن کے احتساب کا تسلی بخش انتظام نہیں۔ ناظر اعلے کا اتنا ہی فرض نہیں۔ کہ وہ اپنے محکموں پر نگرانی کرے۔ میری دانست میں وہ حضرت امام کے حضور جماعت کے تمام کاموں کے لیئے جوابدہ ہے اس سال مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ خراب نکلا۔ کیا ناظر اعلیٰ نے ناظر تعلیم و تربیت کے ذریعے کوشش کی۔ کہ ایک چھوٹی سی کمیشن تعلیمی معاملات سے باہر لوگوں کی بٹھا کر تحقیقات کرتے کہ کیا اسباب خرابی نتیجہ کے ہیں۔ افسوس اس قسم کے مشورہ دینے والے بعض اوقات پسند نہیں کیئے جاتے۔ مگر مولانا جو شخص سلسلہ سے محبت اور وفاداری کے جذبہ سے کہے۔ اوس کی باتوں پر توجہ کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے آپ کو خاص توجہ کرنی چاہیئے اس سے زیادہ پھر لکھوں گا جب آپ کا اشارہ یا ہدایت پاؤں گا۔ والسلام

عرفانی - ایڈیٹر الحکم

اطلاع

الحکم کا کاتب یکایک ملازمت چھوڑ کر اور صرف یکہ پر چڑھنے سے چند منٹ پہلے کا نوٹس دیکر چلا گیا جسکی وجہ سے الحکم ایک تو لیٹ ہوا دوسرے لکھائی خراب ہوئی اب انتظام تسلی بخش ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ یہ شکایت نہ ہوگی

(مینیجر الحکم)